GUMAN
ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154

Volume.7, Issue.1 (2024)
(January-Mrach)

GUMAN
ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154

Fundamental Ethics and Character Building: Reflections on the Prophetic Sunnah

Wali Muhammad
Shad Muhammad
Dr. Umar Fazal
MPhil HITEC University Taxila at-mwali5452@gmail.com
PhD Research Scholar University of Karachi at- shadkhan654@gmail.com
Lecturer Department of Islamic Studies, HITEC University Taxila

This paper examines the integral connection between fundamental ethics and character development, focusing on insights derived from the Prophetic Sunnah. Based on the teachings and actions of the Prophet Muhammad (peace be upon him), it looks at how following the Sunnah can be a road map for moral behavior and personal development. The study explains the timeless wisdom found in the Sunnah through contemplation and analysis, highlighting its applicability in today's ethical discourse and its function in fostering virtue. This research emphasizes the significance of incorporating Sunnah-based concepts into daily life to promote integrity, compassion, and spiritual well-being by exploring the Prophetic traditions. This essay explores the crucial relationship between moral principles and the formation of one's character, with an emphasis on lessons learned from the Prophetic Sunnah. It examines how those attempting to develop moral integrity and good attributes can find guidance from the teachings and examples of Prophet Muhammad (peace be upon him). It emphasizes the ongoing significance of these ideas in guiding moral behavior and promoting human development in modern society through thoughts on the Sunnah.

Keywords: Fundamental Ethics, Applicability, Emphasis, Guidance, Significance, Promoting, Modern Society.

تعارف:

اخلاق دینِ اسلام کا ایک اہم حصہ ہے جس میں بنی آدم کے فضائل اور رذائل پر گفتگو ہوتی ہے۔اخلاق انسان کی ان باطنی صفات کو کہا جاتا ہے جو اس کی عادات اور افعال سے ظاہر ہوتی ہیں۔قران مجید میں نبی اکرم ﷺ کی بعثت کا ایک مقصد یہ بھی بتایا گیا ہے کہ انسانوں کے اخلاق کی درستگی اور اصلاح کی جائے۔جہاں تک شخصیت کا تعلق ہے تو اس سے مراد انسان کی عقل ودانش،مزاج اور معاشرتی رویہ ہے۔اخلاق کی طرح انسانی شخصیت ومزاج کی اہمیت کا انکار بھی ممکن نہیں،کیونکہ اگر معاشرے میں انفرادی طور پر مزاج مثبت ہو تو معاشرہ بھی مثبت مزاج کا حامل ہوگا،اسی لیے انسان کو اعلی اخلاق و شخصیت سے متصف کرنے کے لیے اسلام نے قرآنی تعلیمات اور حدیث نبوی کی روشنی میں کچھ ایسی تعلیمات دی ہیں جو تعمیر شخصیت واخلاق میں انتہائی اہم ہیں،جن پر عمل پیرا ہونے میں ایک بہترین فرد معاشرے میں رونما ہو سکتا ہے، جیسے ایمان جو تعمیر شخصیت میں جڑ کی حیثیت رکھتا ہے،اسی طرح اخلاقِ حسنہ اور علم جن کے بغیر انسان کی کوئی قدر وقیمت نہیں ہے۔

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.1 (2024)
(January-Mrach)

اس مقالہ میں اخلاق اور شخصیت کے مختصر تعارف اور خصوصیات کے بعد اس نکتہ پر گفتگو کی گئی ہے کہ تعمیرِ شخصیت کے وہ کونسے نبوی عناصر وتعلیمات ہیں جن کے ذریعے ایک بہترین انسان تیار ہو کر معاشرے کو درست بنیادوں پر استوار کر سکتا ہے۔

اہمیت اخلاق:

رسول اللہ ﷺ کی کئی احادیث میں اخلاق حسنہ کی ترغیب آئی ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"إنمابعثت لاتمم مکارمِ الاخلاق"(i) بُعِثْتُ لأُتَمِّمَ حُسْنَ الأَخْلاَقِ"۔

"میں بہترین اخلاق اور عادات کو پورا کرنے کے لیے بھیجا گیا ہوں"۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی آمد کے مقاصد میں سے ایک بڑا بنیادی مقصد یہ تھا کہ لوگوں کو اچھے اخلاق سکھائے جائیں۔ یہ حدیث اخلاق کی اہمیت کی نشاندہی کرتی ہے، کیونکہ اخلاق ہی وہ چیز ہے جو انسان کی شخصیت کو ظاہر کرتی ہے اور یہ تعلیم دیتی ہے کہ دوسرے لوگوں کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا ہے۔ اسلام اچھے اخلاق کی تعظیم کرتا ہے، اسے ایک ایسی عبادت سمجھتا ہے جس کے ذریعے انسان اجر وثواب حاصل کرتا ہے، اور اسے صرف رویہ یا طرزِ عمل شمار نہیں کرتا، بلکہ خدا کے رسول نے اسے قیامت کے دن مخلوق کے درمیان کی پیشی کی بنیاد بنایا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"إِنَّ أَحبَّكُمْ إِلَيَّ وَأَقرَ بكُمْ مِنِي فِي الآخِرَةِ أَحَاسِنُكُمْ أَخلاقاً، وَأَبْغَضَكُمْ إِلَيَّ وَأَبْعَدَكمْ مِنِّي فِي الآخِرَةِ أَسْوَؤُكُمْ أَخلاقاً: الْمُتَشَدِّقُونَ، الْمُتَفَيْهِقُونُ، الثَرْثَارُونَ"(ii)

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "میرے نزدیک تم میں سے (دنیا میں) سب سے زیادہ محبوب اور قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ قریب بیٹھنے والے وہ لوگ ہیں جو تم میں بہترین اخلاق والے ہیں، اور میرے نزدیک تم میں (دنیا میں) سب سے زیادہ قابل نفرت اور قیامت کے دن مجھ سے دور بیٹھنے والے وہ لوگ ہیں جو باتونی، بلا احتیاط بولنے والے، زبان دراز اور تکبر کرنے والے"۔

اچھا سلوک اور اخلاق کا اجر وہی ہے جو بنیادی عبادات کا ہے جیسے: روزہ، نماز اور حج کا اجر ہے اور یہ جنت میں داخل ہونے کا راستہ ہے۔ اخلاق ہی قوموں کی بقا کی بنیاد ہوتے ہیں ان کے ساتھ ہی قوم زندہ رہتی ہے اور اس کے بغیر وہ زوال پذیر ہوتی ہے۔ اخلاق ایک اہم ترین وجہ اور سبب ہے جو لوگوں کے درمیان پیار، محبت اور الفت پیدا کرتی ہے اور دشمنی، بغض جیسے رزائل کو ختم کرتی ہے۔

اگر غور کیا جائے تو معاشرے اور فرد دونوں کے لیے اخلاق کے مندرجہ ذیل فوائد معلوم ہوتے ہیں:

- اچھے اخلاق افراد میں سلامتی پھیلانے میں مدد کرتے ہیں۔
- کمیونٹی کے ارکان کے درمیان پیار، محبت اور الفت ظاہر کرتا ہے۔
- معاشرے میں تعاون اور یکجہتی، تکافل پھیلاتا ہے۔
- یہ نیکی کا حکم اور برائی سے منع کرتا ہے۔
- افراد میں رواداری کے جذبے کو پھیلاتا ہے، اور معاشرے کی ترقی کرتا ہے۔

تعمیر شخصیت واخلاق کے لیے نبوی اسالیب وتعلیمات:

اسلامی شخصیت وہ ہے جو اسلام کی بنیاد پر سوچے، اپنی خواہشات کو اسلام پر منحصر کرے، اسلام کے تابع کرے اور اسلام کو اپنے اوپر لاگو اور نافذ کرے۔(iii)

GUMAN
ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.1 (2024)
(January-Mrach)

اسلام شخصیت کو تاریخ میں ایک منفرد شخصیت بناتا ہے، کیونکہ وہ ایک
ایسے الٰہی طریقہ پر چلتی ہے جس پر باطل نہ آگے سے آتا ہے اور نہ پیچھے سے۔اس
کا بہترین نمونہ آقا ﷺ کا دورِ حیات ہے جس نے اس کے لیے عمل کے راستے کی
تفصیل بتائی، اس کی ہدایت کی جو چیز حلال تھی، اس پر عمل کیا، اور جس
چیز سے منع کیا، اس سے پرہیز کیا، اور قوم، ملت اور امت اسلامیہ کو واضح
راستے پر چھوڑ دیا۔وترک امته على المحجة البيضاء"(iv)
سنت مطہرہ نے تعمیر شخصیت کی بہت سے پہلوؤں پر توجہ دی ہے، جن میں کچھ نمایاں پہلو یہ ہیں:

1-سوال پوچھنے کی آزادی

اس کو"الحرية في طرح السؤال"سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔سنت مطہرۃ نے ان سوالات کو سامنے لانے کے لیے ایک انوکھا اور منفرد طریقہ اختیار کیا جو اکثر پیدا ہوتے ہیں، صحابہ کرام کو بعض مسائل کے بارے میں سوالات تھے، لیکن وہ ان کو ظاہر کرنے سے ڈرتے تھے، اس خوف سے کہ کہیں ان کے ایمان پر اثر پڑے گا، یا یہ غیر اخلاقی طور پر جرات مندانہ ہوگا۔لیکن نبی کریم ﷺ نے ان سوالوں کو نہ دبایا اور نہ ہی اس کا دل کسی سوال سے تنگ ہوا اور نہ ہی کسی سوال کا جواب دینے سے گریز کیا تاکہ یہ سوالات مقفل نہ رہیں اور نہ ہی چھپ کر تلاش کریں، رسول اللہ ﷺ نے ان کو ظاہر کرنے کی اجازت دی، جو صحابہ کرام کے دل میں سوالات تھے پھر صحیح جواب کی طرف رہنمائی فرمائی۔

"جَاءَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَأَلُوهُ: إِنَّا نَجِدُ فِي أَنْفُسِنَا مَا يَتَعَاظَمُ أَحَدُنَا أَنْ يَتَكَلَّمَ بِهِ، قَالَ: «وَقَدْ وَجَدْتُمُوهُ؟» قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: «ذَاكَ صَرِيحُ الْإِيمَانِ»(v)

"سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کے چند صحابہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے آپ سے دریافت کیا: ہم اپنے دلوں میں ایسے وسوسے پاتے ہیں کہ انہیں بیان کرنا ہم بہت گراں سمجھتے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم بھی ایسا محسوس کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا، جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تو صریح ایمان ہے"۔

" لَا يَزَالُ النَّاسُ يَتَسَاءَلُونَ حَتَّى يُقَالَ: هَذَا خَلَقَ اللهُ الْخَلْقَ، فَمَنْ خَلَقَ اللهَ؟ فَمَنْ وَجَدَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا، فَلْيَقُلْ: آمَنْتُ بِاللهِ "-(vi)

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگ آپس میں سوال کرتے رہیں گے حتیٰ کہ کہا جائے گا: اس مخلوق کو تو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے تو اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ پس اس طرح کی صورت محسوس کرے تو وہ کہے: میں اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا"

آپ بہت سے ایسے نوجوانوں کو معاشرے میں پائیں گے جن کے ذہنوں میں ایسے بہت سوالات گردش کررہے ہیں جن کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات سے ہے، اور قیامت، تقدیر، اور تقدیر کی حقیقت کے بارے میں، یا جنسی معاملات کے بارے میں ایسے سوالات ہیں جن کو ظاہر کرنے میں وہ شرمندگی محسوس کرتے ہیں، کیونکہ وہ ڈانٹ ڈپٹ سے ڈرتے ہیں جن سے وہ جواب کی توقع رکھتے ہیں، وہ آپس میں، یا ایسے لوگوں سے پوچھتے ہیں جو جواب دینے کے اہل نہیں ہیں، اور نوجوانوں نے قابل اعتماد علماء کی عدم موجوگی میں ان نااہل لوگوں پر اعتماد کیا، کیونکہ ان لوگوں نے ان کے لیے اپنے دل کھول رکھے ہیں۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ کسی فرد کے دل اور اس کے ذہن میں جو کچھ ہے اس کے متعلق سوالات کرنے کی اجازت کی وجہ سے اس کی شخصیت کو تقویت ملتی ہے، اس میں خوداعتمادی، شجاعت پیدا ہوتی ہے۔ اس حوالے سے حضرت عبداللہ بن عمر کی روایت ہے:

"إن من الشجر شجرة لايسقط ورقها۔۔۔"(vii)

شارح حدیث ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت میں لکھتے ہیں کہ: اس حدیث میں کئی فوائد ہیں:

1. معلم طالب علموں کے ذہنوں کو چھپی ہوئی چیزوں سے جانچتا ہے، اور جو سوالات ان کے اذہان میں چھپی ہوئی ہو ان کی سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔
2. ان کے فہم کو بڑھانے کے لیے کہاوتیں اور مثالیں ذکر کرتے ہیں۔
3. سوالات طالب علموں کے ذہن میں پختہ کرنے کے لیے معانی بیان کیے جاتے ہیں۔
4. واقعہ اور حادثہ میں غور کر کے نئی جہتوں کی تلاش کرنا۔(viii)

2-خوداعتمادی

اسالیب و منہج نبوی اور اس کی تعلیمات سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ فرد اور شخصیت کو اپنے آپ پر اعتماد کرنے اور بزدلی و کم ہمتی سے احتراز کر کے حالات کے سامنے سر تسلیم خم نہ کرے۔ اس کی مثال اس حدیث سے بالکل واضح ہو جاتی ہے:

"لَأَنْ يأخُذَ أحَدُكُمْ حَبْلَهُ فيأتِيَ بِحُزْمَةِ الحَطَبِ علَى ظَهْرِهِ فيَبِيعَهَا فَيَكُفَّ اللهُ بِهَا وَجْهَهُ خيرٌ لَهُ مِنْ أنْ يسْـــأَلَ النَّاسَ أعْطَوْهُ أَوْ مَنَعُوهُ."(ix)

نبی مکرم ﷺ نے فرمایا کہ: "تم میں سے کوئی شخص اپنی رسی لے کر پہاڑ پر چڑھ جائے اور وہاں سے لکڑیوں کا ایک گٹھا باندھ کر اپنی پیٹھ پر لاد کر لے آئے اور انہیں بیچ دے اور اللہ تعالیٰ اسے مانگنے سے بچا لے، تو یہ اس کے حق میں اس سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں سے مانگتا پھرے کہ لوگ چاہیں تو دیں یا نہ دیں"

"سألتُ رسولَ الله – صلى الله عليه وسلم – فأعطاني، ثم سألتُهُ فأعطاني، ثم سألته فأعطاني، ثم قال: "يا حكيمُ إنَّ هذا المال خَضِرَةٌ حُلوةٌ، فمن أخذَه بسخاوةِ---"(x)

حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے مال مانگا، تو آپ ﷺ نے مجھے دیا، میں نے پھر مانگا تو آپ ﷺ نے پھر دیا، میں نے پھر مانگا تو آپ ﷺ نے پھر دیا، پھر کہا: اے حکیم! یہ مال سرسبز اور میٹھا ہے۔

ان احادیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ہر فرد اپنے اندر خوداعتمادی پیدا کرے، اور اپنے ہر کام کو خود سرانجام دے۔ رسول اللہ ﷺ اپنے کام کاج کو خود سنبھالتے تھے۔ ابن حجر عسقلانی -رحمہ اللہ- فرماتے ہیں: کہ ان احادیث میں یہ ہے کہ عظیم اور معزز شخص اپنی ضرورتوں کو براہ راست اور خود خریدتا ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ خودی اعتمادی اور اپنے ہر کام کو خود کرنا یہ عین سنت رسول ﷺ کے مطابق ہے۔(xi)

یہ وجہ ہے کہ کامل شخصیت اپنے معاملات میں صاف گوئی سے کام لیتا ہے اور صاف گوئی کی تعلیم دیتا ہے اور وہ خوشامد اور چاپلوسی سے کوسوں دور رہتا ہے، اس لئے آپ مسلمان فرد کو کسی بھی مسئلے پر اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے اور مناسب موقف اختیار کرتے ہوئے پاتے ہیں جس کی طرف اس کا مذہب اسے بلاخوف وخطر مائل کرتا ہے۔

الغرض: خوداعتمای کا دوسرا نام خود یقینی ہے۔ جس شخصیت میں یہ صفت ہو وہ اعلی انسان سمجھا جاتا ہے، خوداعتمای والا شخصیت دنیا میں بہت آگے جا سکتا ہے۔ خوداعتمادی والے انسان نے دنیا میں نہ صرف اپنا نام روشن کیا بل کہ اپنی قوم کو بھی بام عروج پر پہنچایا۔

خوداعتمادی کی ایک صورت جس کو سنت مطہرہ نے فروغ دینے کے لیے کام کیا ہے وہ ہے کہ افراد کے درمیان اوران کے جذبے کی نشونما کے لیے اچھے اعمال کے مقابلے کرائیں جائے جس سے کام میں مہارت حاصل کرنے اور مزید کام کرنے میں استقامت کی حوصلہ افزائی ہو۔حضرت ابی ہریرہ۔رضی اللہ عنہ۔سے روایت ہے:

عن أبي هريرة أنه قالَ: قلتُ: يا رسولَ الله! مَن أَسعدُ الناسِ بشفاعَتِكَ يومَ الْقيامةِ ؟ قالَ رسولُ اللهِ – صلى الله عليه وسلم -:"لقد ظَنَنْتُ يا أبا هريرةَ أن لا يســـألني عن هذا الحديثِ أحدٌ، أوَّلَ منكَ، لِما رأيتُ من حِرصِـــكَ على الحديثِ، أَســـعدُ الناسِ بشفاعتي يومَ الْقيامةِ مَن قالَ: لا إلهَ إلا الله، خالصاً من قلبهِ أو نفْسهِ"(xii)

لہذا تعمیرِ شخصیت کے لیے بنیادی عنصر یہ ہے کہ اس کی حوصلہ افزائی اور تعریف ہو،اسے یہ احساس دلانے کی ضرورت ہوتی ہے کہ وہ زندگی میں کارآمد ہے،تاکہ وہ اس میں اپنا کردار ادا کرے،اگر اس کی یہ ضرورت پوری نہ ہو تو وہ تباہ کن رویہ اور ناپختہ،خلل ڈالنے والی سرگرمیوں کا سہارا لے گا۔(xiii)

3-حسن سلوک اور آداب

سنت نبوی نے دوسروں کے مقام اور حیثیت کے خیال رکھنے اور ان کے ساتھ اچھا برتاو کرنے کا حکم دیا ہے،خواہ ان کی منزلت،حیثیت کچھ بھی ہو،جس طرح اس نے خود انسان کے مفادات و مصالح کو مدنظر رکھا ہے،اور یہ سنت کی نظریہ سے معاشرے کے لیے ایک مربوط کلی اور اصل ہے۔

اس سلسلے میں احادیثِ شریفہ بھری پڑی ہے جو ہمیں دوسروں کے ساتھ حسن سلوک کی تلقین کرتی ہے۔انسان کو دوسروں کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آنا چاہیے اور انہیں کسی بھی طرح سے تنگ نہیں کرنا چاہیے خواہ وہ کتنا ہی سادہ کیوں نہ ہو،چہ جائے کہ اس شخص کے منہ سے نکلنے والی بدبو ہی کیوں نہ ہو۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ أَكَلَ ثوماً أو بَصَلاً فَلْيَعْتَزِلْنا –أو ليعتزِلْ مسجِدَنا– وليقعُدْ في بيته"-(xiv)

"جس نے لہسن یا پیاز کھائی ہو اسے چاہیے کہ وہ ہم سے دور رہے،یا آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہماری مسجد سے دور رہے اور اپنے گھر میں بیٹھا رہے"۔

نبی کریم ﷺ نے ایک نوجوان لڑکے سے اجازت طلب کی کیوں کہ وہ حقدار تھا،اور آپ ﷺ نے اس کی کم عمری کی وجہ سے اس کو نظرانداز نہیں کیا،باوجود اس کے کہ اس سے بڑا کوئی تھا۔حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحٍ، فَشَرِبَ مِنْهُ، وَعَنْ يَمِينِهِ غُلاَمٌ أَصْغَرُ القَوْمِ، وَالأَشْيَاخُ عَنْ يَسَارِهِ، فَقَالَ: «يَا غُلاَمُ أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أُعْطِيَهُ الأَشْيَاخَ»، قَالَ: مَا كُنْت لِأُوثِرَ بِفَضْلِي مِنْكَ أَحَدًا يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ "-(xv)

اسی تناظر میں دوسروں کے معاملات کا خیال رکھنا اور ان سے ان کے حالات کے بارے میں پوچھنا بھی شامل ہے،اس سے فرد ایک قسم کا اطمینان محسوس کرتا ہے،زندگی کو منفی اور خود غرضی سے ہٹ کر دوسروں کے لیے محبت اور ہمدردی کے نظر سے دیکھنا شروع کرے۔اپنے فرائض کی انجام دہی میں ایک مربوط شخصیت فٹ بال کے کھلاڑیوں کی ایک ٹیم کی طرح ہوتی ہے جو ایک دوسرے کی تکمیل کرتی ہے،وہ سب ایک مقصد کے حصول کے لیے تعاون کرتے ہیں،اور اگر ان کے درمیان اختلاف اور دشمنی ہو جائے تو ان کی شکست ہوتی ہے۔(xvi)

4-عبادات میں اعتدال

سنت مطہرہ نے تعمیرِ شخصیت کے لیے جسمانی،ذہنی اور روحانی تیاری کے حوالے سے نرمی اور سہولت کا حکم دیا ہے اور افراط و تفریط سے بچنے کی تلقین کی ہے۔اسی کی ایک مثال یہ بھی ہے کہ شریعت نے عبادات میں ضرورت سے زیادہ کثرت سے منع فرمایا اور اعتدال کا حکم دیا ہے۔

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.1 (2024)
(January-Mrach)

اعتدال در حقیقت میانہ روی اور متوسط پہلو کے مطابق کسی کام کی انجام دہی کو کہتے ہیں۔اس کا بنیادی مقصد یہ ہوتا ہے کہ انسان میں اکتاہٹ اور بوریت پیدا نہ ہو، کیونکہ کسی بھی فرد کے لیے ضروری ہے کہ وہ سخت محنت کے بعد بھرپور آرام سے لطف اندوز ہوں، تاکہ وہ مسلسل تھکاوٹ کا شکار نہ ہو جو اس کو کام کرنے سے روکے۔ تفریح سرگرمی توانائی اور نشاط کی تجدید کرتی ہے، یہ وجہ ہے کہ سنت مطہرہ مذاق اور گپ شپ سے منع نہیں کرتی۔اس سلسلے میں حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کی روایت مشہور اور معروف ہے جس میں اعتدال کا ذکر ہے:

«وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنْ لَوْ تَدُومُونَ عَلَى مَا تَكُونُونَ عِنْدِي، وَفِي الذِّكْرِ، لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ عَلَى فُرُشِكُمْ وَفِي طُرُقِكُمْ، وَلَكِنْ يَا حَنْظَلَةُ سَاعَةً وَسَاعَةً» ثَلَاثَ مَرَّاتٍ"(xvii)

بہر حال اعتدال ایک ایسے شخص کو پیدا کرتا ہے جو ایک پر عزم، محنتی شخصیت ہوتا ہے جو اپنے کام کو جاری رکھتا ہے، جو شخص خالص سنتِ مطہرہ کی منہج کے خلاف ورزی کرتا ہے وہ جلد ہی سست ہو جاتا ہے اور پھر اپنے کام کو ترک کر دیتا ہے۔

5- مثبت سوچ اور اچھی امید

سنت مطہرہ انسان کی شخصیت کی نمو کے لیے اس میں نیک توقعات اور مثبت پہلوؤں کو اجاگر کرتی ہے، اسالیب نبوی کئی ایسی باتیں ہیں جو انسان کی شخصیت کو منفی سوچ، بے عملی، سستی اور کاہلی سے دور کرتی ہیں۔رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

«عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ»، فَقَالُوا: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، فَمَنْ لَمْ يَجِدْ؟ قَالَ: «يَعْمَلُ بِيَدِهِ، فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ وَيَتَصَدَّقُ» قَالُوا: فَإِنْ لَمْ يَجِدْ؟ قَالَ: «يُعِينُ ذَا الحَاجَةِ المَلْهُوفَ» قَالُوا: فَإِنْ لَمْ يَجِدْ؟ قَالَ: «فَلْيَعْمَلْ بِالْمَعْرُوفِ، وَلْيُمْسِكْ عَنِ الشَّرِّ، فَإِنَّهَا لَهُ صَدَقَةٌ»(xviii)

مثبت کردار والا شخصیت مسلسل آگے بڑھنے کی سعی میں لگا رہتا ہے، وہ پیچھے نہیں ہٹتا اور خود کو الگ تھلگ محسوس نہیں کرتا، بلکہ لوگوں کے ساتھ شریک ہوتا ہے اور باہم اختلاف رکھنے والے فریقوں کے درمیان صلح اور مفاہمت کرتا ہے، اس طرح مظلوم کی حمایت کرتا ہے اور ظالم کو اس کے ظلم سے روکتا ہے، اپنے اندر شرکت کا جذبہ پیدا کرتا ہے اور اسے دبانے نہیں دیتا۔ یہ سماجی، معاشرتی ضرورتوں کو پورا کرتا ہے، علاقی تعلقات کو بڑھاتا ہے، کیونکہ معاشرہ ایک جسم کی طرح ہے۔رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«تَرَى المُؤْمِنِينَ فِي تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ، كَمَثَلِ الجَسَدِ، إِذَا اشْتَكَى عُضْوًا تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ جَسَدِهِ بِالسَّهَرِ وَالحُمَّى»(xix)

کوئی بھی شخص اپنے اندر ایسا مثبت جذبہ پیدا کرے کہ وہ اپنے آپ کو مطمئن اور خوشی میں محسوس کرے تو پھر اس پر یہ بات لازم ہے کہ وہ اس جذبے کو معاشرے میں منتقل کرے تاکہ یہ فرد ایک فعال اور نتیجہ خیز عنصر بن جائے۔

اس مقام میں ہمیں یہ بات نہیں بھولنا چاہیے کہ سنت مطہرہ کی طرف سے حوصلہ افزائی کی جانے والی مثبت پہلوؤں میں سے مناسب اقدامات کرنے کے لیے اعتماد اور توکل کے ساتھ اسباب بھی اختیار کرنے کا حکم دیا ہیں، اس نے ہر مسلمان کی نظریات اور عملی طور پر راہنمائی کی ہے اور بھروسہ، اعتماد اور سستی کے خلاف تنبیہ کی ہے۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے بہت دفعہ رسول اللہ ﷺ سے یہ سنا:

«اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الهَمِّ وَالحَزَنِ، وَالعَجْزِ وَالكَسَلِ، وَالبُخْلِ وَالجُبْنِ، وَضَلَعِ الدَّيْنِ، وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ»(xx)

اسباب اختیار کرنا توکل اور بھروسہ کے منافی نہیں ہے، بل کہ یہ توکل کا حصہ ہے۔رہی بات نیک توقعات کی تو علم نفسیات میں یہ ثابت ہوا ہے کہ پر امید، مسکراتے ہوئے اور زندگی کے مسائل کا مقابلہ اطمینان اور یقین اور ایمان کے جذبے کے ساتھ کیا جانا چاہیے، اور ہر اس چیز پر قابو پانے کا ایک مؤثر اسلوب جو کسی شخص

GUMAN ISSN Online : 2709-4162 ISSN Print : 2709-4154

Volume.7, Issue.1 (2024)
(January-Mrach)

کے معیارِ زندگی کو خراب کرتی ہے اس پر قابو پانا چاہیے۔اس طرح سنت مطہرہ نے معاشرے کو بڑھانے کے لئے افراد فراہم کرنے میں کردار ادا کیا جو خود غرضی سے دور تھے،کیونکہ وہ انسانوں اور دیگر جانوروں کے لیے خیر وفلاح اور نیکی کا ذریعہ تھے۔(xxi)

الغرض:ہم نے ان چند منتخب مثالوں کے ذریعے اسلامی شخصیت کی تعمیر،اس کے مرتبے کو بلند کرنے اور اسے ایک مضبوط،واضح اور مستحکم شخصیت بنانے میں سنت نبوی کے اثرات دیکھے۔جو کہ دونوں جہانوں میں اس کی خوشی کی ضمانت ہے۔

خلاصہ ونتائج

- اخلاق اور تعمیر شخصیت کی اہمیت سے کسی کو انکار نہیں،یہی وجہ ہے کہ اسلام نے بھی اس کو اہمیت دی ہے اور اس کے لیے بہت سارے عوامل ومؤثر اقدامات بتائے ہیں۔
- مسلم شخصیت کی تعمیر پوری امتِ مسلمہ کی ترقی کا مقدمہ ہے اور پوری امت کے اعضاء اور اس کے ارکان ایک جسم کی مانند ہیں۔لہذا فرد واحد کی تعمیر امت مسلمہ کی تعمیر کا مقدمہ ہے۔
- سنت مطہرہ انسان کی شخصیت کی نمو کے لیے اس میں اچھی امید اور مثبت پہلوؤں کو اجاگر کرتی ہے،اسالیب نبوی کئی ایسی باتیں ہیں جو انسان کی شخصیت کو منفی سوچ،بے عملی،سستی اور کاہلی سے دور کرتی ہیں۔
- سنت مطہرہ نے تعمیرِ شخصیت کے لیے جسمانی،ذہنی اور روحانی تیاری کے حوالے سے نرمی اور سہولت کا حکم دیا ہے اور افراط و تفریط سے بچنے کی تلقین کی ہے
- خود اعتمادی کا تعمیرِ شخصیت میں بہت بڑا کردار ہے اور کئی احادیث اور آپ ﷺ کا عمل اس بات کا ثبوت ہے کہ انسان میں خود اعتمادی پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور کسی کی کم ہمتی یا حوصلہ شکنی نہیں کرنی چاہیے
- ذہن میں پیدا ہونے والے سوالات کو سامنے کی اجازت کی وجہ سے اس کی شخصیت کو تقویت ملتی ہے،اس میں خود اعتمادی،شجاعت پیدا ہوتی ہے،اسی لیے سنت نبوی میں اس کی ترغیب آئی ہے۔
- ضرورت اس امر کی ہے کہ سنتِ مطہرہ کی طرف سے لائی گئی امور سے فائدہ اٹھایا جائے،اور تعمیرِ شخصیت میں اس کو کام میں لایا جائے،اور ان اثار،سنگ میلوں کو اجاگر کرنے والے پہلے فرد بنیں،اور ہمارا کردار صرف ردعمل تک محدود نہ رہے۔
- ہر انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو کم نہ سمجھے اور نہ ہی اپنی کوششوں اور توانائیوں کو کم سمجھے،وہ اپنے استعداد،ضرورت کے مطابق مضبوط،مربوط اور مستحکم شخصیت کی تعمیر میں اپنا حصہ ڈال سکتا ہے بشرطیکہ وہ خود سازی کے اسالیب اور منہج جانتا ہوں،اسی طرح وہ اپنے بساط کے مطابق اپنی اسلامی تہذیب کی تعمیر میں بھی اپنا حصہ ڈال سکتا ہے۔

مصادر ومراجع:

---

i مالک بن انس،موطأ الإمام مالك:ج3ص75،الناشر:مؤسسة الرسالة

ii أبو الحسن نور الدين،موارد الظمآن إلى زوائد ابن حبان،ج6ص191،الناشر: دار الثقافة العربية، دمشق

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.1 (2024)
(January-Mrach)

iii عبود:عبدالغنی،التربیۃ الاسلامیۃ والقرن الخامس عشرالہجری،ص26،الناشر:جمعیۃ المسلم المعاصر

iv عبدالعزیز:جمعۃ امین،التغییرعلی منہاج النبوۃ،ارادۃ العمل،ص25،الناشر:دارالدعوۃ

v القشيري،مسلم بن الحجاج أبو الحسن،المسند الصحيح المسلم،ج1/ص119،الناشر:دار إحياء التراث العربي – بيروت

vi الصحیح المسلم:حدیث نمبر:134

vii أبو عبد الرحمن محمد ناصر الدين، مُخْتَصَر صَحِيحُ الإِمَامِ البُخَارِي،ج202/3،الناشر: **مكتَبة المعارف** للنَّشْر والتوزيع، الرياض

viii شارح حدیث،حافظ ابن حجرالسقلانی،فتح الباری:ج2/ص134، **مكتَبة المَعارف للنَّشْر والتوزيع، الرياض**

ix مُخْتَصَر صَحِيحُ الإِمَامِ البُخَارِی،ج435/1،رقم الحديث:703

x المرجع السابق

xi ابن حجر،فتح الباری:ج5/ص275

xii صحیح الامام البخاری:ج1/ص55

xiii الکیلانی،ماجدعرسان الکیلانی،اہداف التربیۃ الاسلامیۃ،ص356،الناشر:مکتبۃ دارالتراث المدینۃ

xiv أبو داود سليمان بن الأشعث، سنن أبي داود،ج638/5،الناشر: دار الرسالة العالمية

15 محمد بن إسماعيل،صحيح البخاري،ج109/3،الناشر: دار طوق النجاة

xvi ابوشنب،جمال محمدابوشنب،بناء الشخصیۃ والتفاعل فی الجماعۃ التعلیمیۃ ، ص35 ، الناشر: دارالمعرفۃ الجامعیۃ

xvii مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري،الصحيح المسلم،2106/4،الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت

xviii صحيح البخاري،ج115/2،رقم الحديث:1445

xix المرجع السابق

xx صحیح البخاری:ج7/ص76،رقم الحدیث:5425

xxi الجسمانی،عبدالعلی الجسمانی ،الشخصیۃ المسلمۃ،ص199،الناشر:الدارالعربیۃ للعلوم ناشرون